اقبال اور ٹیگور، بیسویں صدی کے دو عبقری

انیسویں صدی میں برصغیر برطانوی طاقت کے ہاتھوں اپنی سیاسی آزادی کھو بیٹھا اور نئی طاقت کے فلسفۂ زندگی نے اہلِ ہند کی سماجی زندگی کے پرانے سانچوں کو توڑ دیا۔ وقت کی یہ ستم ظریفی بھی دیدنی ہے کہ اسی صدی میں (۱۹) برصغیر نے ایسی نامور شخصیتوں کو جنم دیا جنہوں نے آگے چل کر بیسویں صدی میں برصغیر کی فکری اور سیاسی تحریک میں آزادی کی ایک نئی روح پھونک دی اور برصغیر کے تینوں ملک غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر آزاد قوموں کی صف میں کھڑے ہو گئے۔ ان تخلیقی شخصیات میں محمد اقبال اور رابندر ناتھ ٹیگور کو ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ چنانچہ آج اقبال اور ٹیگور پر برصغیر کے تینوں ملک بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ ان دونوں کے فکر و فن پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، اور آئندہ بھی لکھا جائے گا۔

ٹیگور کے بارے میں بھارت کے معروف فلسفی پروفیسر رادھا کرشنا نے لکھا ہے کہ اپنشد میں جن قدیم عارفوں کا ذکر آیا ہے، مثلاً مہاتما بدھ، مہابیر، کرشن، نانک۔ ٹیگور بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہیں، جنہوں نے سچائی کا پرچار کیا ہے، یہی کام اقبال نے اپنی پیغمبرانہ شاعری میں کیا ہے۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ بانیٔ پاکستان نے اقبال اور ٹیگور دونوں کی وفات پر اپنے گہرے افسوس کا اظہار کیا تھا۔ آپ نے ٹیگور کو ہندوستان کے عظیم شعراء، فلسفیوں اور سماجی مصلحین میں شمار کیا ہے۔ یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے جیسا کہ فاضل مقالہ نگار نے کہا ہے کہ آپ کی شائع شدہ تقریروں کے مجموعہ میں ٹیگور کی موت پر آپ کا بیان شامل نہیں ہے۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ٹیگور نے اپنی زندگی میں نئی طرز پر بنگال میں شانتی نکیتن کے نام سے ایک دانش گاہ قائم کی۔ یہ دانش گاہ آج دنیا میں فلسفۂ مذہب پر اپنا ایک مقام رکھتی ہے۔ چند سال قبل اسی دانش گاہ کے ایک فاضل ڈاکٹر سین نے نوبل پرائز حاصل کیا ہے۔